دلوں کی جیت کے سودے

از قلم: شیخ مازن بن عبدالکریم — مترجم: [illegible] سلفی مدرس جامعہ سلفیہ

دلوں کو مائل کرنا انتہائی اہمیت کا متقاضی ہے تاکہ لوگ صحیح منہج عقیدہ کی طرف رغبت کرنے لگیں اس سے لگاؤ پیدا ہو اور بالآخر اس کے مددکار اور ہمنوا بن جائیں۔ داعیانِ حق کو اس جانب خصوصی توجہ دینی چاہیے لیکن یہ کیوں اور کیسے ہوسکتا ہے؟

اہمیت و ضرورت:

(1) دلوں کی جیت ہی قبولیت حق کا باعث بن سکتی ہے بعض لوگ محض اس لیے حق سے پہلوتہی برتتے ہیں کہ واعظ کے ساتھ رابطہ غیر مستحکم ہوتا ہے، جس کا اصل سبب اس کے غیر درست اقوال وافعال بنتے ہیں مربی کامل اور دلوں کے طبیب کا فرمان ہے۔

یاایها الناس ان منکم منفرین (بخاری و مسلم)

لوگو تم میں سے کچھ لوگوں کو متنفر کرنے والے ہیں۔

(2) کچھ اہل علم اور واعظین حضرات لوگوں کے ساتھ اچھے رویے کا ہرگز خیال ہی نہیں رکھتے اور اس بارہ میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں نتیجۃً خطیب اور عوام کے درمیان دوری۔ دعوت الی اللہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ جبکہ وہیں معاشرہ میں منحرف نظریات رکھنے والے اپنے طرفدار پیدا کر لیتے ہیں جو ان کے مددگار اور ہم مشرب بن جاتے ہیں۔ جس کا اصل سبب وہی ہے کہ انہیں لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے لہٰذا انہوں نے نبض پر ہاتھ رکھ کر اپنے باطل خیالات میں ساتھی بنا لیے ہیں۔

(3) لوگوں کے قرب اور دلوں کی جیت سے ہی اسلام دشمن میڈیا کی اس یلغار کا جواب دیا جاسکتا ہے جو وہ رات دن اسلام اور اہل اسلام کے متعلق پروپیگنڈہ کر کے پھیلا رہے ہیں اور یوں دین حق سے لوگوں کو متنفر کر رہے ہیں۔

لہٰذا اسلام کا داعی لوگوں کی ہدایت کا ایسے ہی خواہاں ہونا چاہیے جیسے وہ اپنی ذات کی بھلائی کا خواہاں ہے، وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کی شخصیت پر کیچڑ اچھالے یا اس کے مقام کو پست کرے تو پھر اپنوں کو اسلام دشمن افکار کے حوالہ کیوں کرنا قبول کرتا ہے؟

(4) لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا دعوت کی ضرورت ہے اور یہ میل جول صرف اس وقت ثمرآور ہوسکتا ہے جب ہم مربی کامل کے بتائے ہوئے طرق کو اپنا شعار بنائیں۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں المسلم اذا

کان مخالطا الناس و یصبر علی آذاھم خیر من المسلم الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی آذاھم (ترمذی۔ابن ماجہ)

جو مسلمان لوگوں سے مل جل کر رہتا ہے اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتا ہے اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا ہے اور نہ ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے۔

(5) داعیان حق جب لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کریں گے تو پھر معاشرہ کے افراد میں ہم آہنگی پیدا ہو گی اور وہ آپس میں رحم دل، نرم خو بنیں گے اور یہ شریعت اسلامی کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ارشاد گرامی ہے۔

مثل المومنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم مثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسھر والحمی. (مسلم)

اہل ایمان کی آپس میں الفت وشفقت اور نرم دلی کی مثال ایک جسم جیسی ہے کہ جب جسد کا اک عضو کسی تکلیف سے دو چار ہوتا ہے تو سارا جسم ہی بیداری اور تکلیف (بخار) محسوس کرتا ہے۔

مندرجہ بالا نکات سے معلوم ہوتا ہے کہ افکار و قلوب کو مائل کرنا کس قدر اہم و ضروری ہے سیرت نبوی کی روشنی میں دلوں کی قربت کے طرق" سائل کا جائزہ لیتے ہیں اور آخر میں بعض ایسے اسباب کا تذکرہ بھی کرتے چلیں گے جن کی بنا پر دل متنفر ہو جاتے ہیں اور دعوت حقہ کی قبولیت سے دور رہ جاتے ہیں۔

دلوں کی الفت و جیت کا نبوی منہج

(1) لوگوں کی خدمت اور ان کی ضروریات پورا کرنا؛

انسان کی فطرت ہے کہ جو اس کے ساتھ احسان سے پیش آتا ہے اس سے عقیدت و محبت رکھتا ہے اور جو بھی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے انسان اس کی طرف جھکاؤ اختیار کر جاتا ہے۔اس ضمن میں سب سے زیادہ حق دار جن کے قلوب کو قریب کیا جائے آدمی کے اپنے اہل خانہ اور رشتہ دار ہیں۔ارشاد ہے۔

خیر کم خیر کم لا هله وانا خیر کم لاهلی ۔(ترمذی۔ابن ماجہ)

تم میں سے زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے بہتر ہے اور میں اپنے اہل کیلئے تم سب سے اچھا ہوں۔

ہم میں کتنے لوگ ہیں جو والدین، بیوی، رشتہ دار کے متعلق لاپرواہی سے کام لیتے ہیں، بلکہ ان کے حقوق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ان قریبی رشتہ داروں کے دل کینہ اور بغض سے بھرے ہوتے ہیں جس کا سبب ان کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنا ہوتا ہے، بلکہ ان کے واجبات و فرائض کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی۔

ایسے ہی جن کے دلوں کو نزدیک کرنے کا فریضہ دیگر کی نسبت زیادہ سے وہ انسان کے پڑوسی ہیں ارشاد ہے۔

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم جارہ (بخاری مسلم)

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ویقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔

ہدایت کی طرف دعوت دینے سے بڑی عزت وتکریم کیا ہو سکتی ہے لہٰذا ہمارا فرض بنتا ہے کہ پڑوسی سے الفت ومحبت پیدا کریں اسے سلام کرنے میں پہل کریں' بیمار ہو تو عیادت کریں' مشکل میں ساتھ کھڑے ہوں خوشی کے موقعہ پر مبارک باد دیں' کمی کوتاہی پر درگزر کریں۔

اس پر پردہ ڈالیں اسے بار بار ہدیہ بھیجیں آنا جانا رکھیں اس کے ساتھ اچھا سلوک رکھیں اور ایذا رسانی سے بچیں۔

ایسے ہی وہ لوگ جن سے ایک مسلم کو تعلق رہتا ہے اور وہ کسی قدر آپ کے ضرورت مند ہیں انہیں بھی اپنے مدعوین کی صف میں رکھنا چاہیے' مثلاً ڈاکٹر ہیں تو بیمار' استاد ہیں تو طلبہ' دفتری ملازم ہو تو کام کیلئے آنے والے حضرات کے دلوں کو ان کی خدمت اور حتی الوسع ان کی ضروریات پوری کر کے ان کے دلوں کو موہ لینا چاہیے۔

کوئی بھی عہدہ لوگوں کے دلوں کو قریب کر کے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے

اہل خانہ' رشتہ دار پڑوسی اور بار بار آنے والوں کا خصوصاً اس لیے تذکرہ کیا ہے کہ

1- ان سے عموماً ملاقات رہتی ہے

2- ان کے حقوق کی پامالی اور اس میں کمی عموماً ہوتی ہے' جس کا قبولیت حق کے متعلق انتہائی منفی اثر سامنے آتا ہے۔

لہٰذا مسلمان اور خصوصاً ایک اسلام کے داعی کو چاہیے کہ تمام لوگوں پر اپنے اخلاق عالیہ سے چھا جائے ان کیلئے اپنی مصروفیت اور تعلق کی قربانی پیش کرتا رہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی خصوصی وصف بیان فرمایا ہے۔ **انک لتصل الرحم و تصدق الحدیث و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق** (بخاری۔ مسلم)

آپ صلہ رحمی کرتے ہیں باتیں سچی کرتے ہیں بوجھ اٹھا لیتے ہیں محتاج کو کما کر دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں حق کے حادثوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

2- برد باری ' غصہ دبانا

بلاشبہ کئی لوگ آپ کے متعلق غلط رویہ اختیار کرتے ہوں گے مثلاً وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتے ہوں گے۔ وعدہ پر پورے نہ آتے ہوں گے' اپنی زبان سے سوء ادب سے پیش آتے ہوں گے مگران سب کے جواب میں ایک داعی کو برد باری اختیار کرنا اور غصہ پی جانا چاہیے۔ کیونکہ آپ کے سامنے ایک ہدف اور منزل ہے۔ جس تک تمہیں پہنچنا ہے رستہ کی رکاوٹیں مقاصد سے روک دیں؟ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ ان سب حقوق کی پامالی پر بہتر سلوک ہی کرنا چاہیے۔ داعیان حق کے اس وصف کی تو رب العالمین مدح فرما رہے ہیں

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (آل عمران)

اور دبا لیتے ہیں غصہ کو اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مرتبہ جا رہا تھا آپ پر ایک نجرانی موٹے کنارے والی چادر تھی۔ اچانک ایک بدوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتے ہی زور سے کھینچا۔ میں نے دیکھا کہ چادر کے نشان نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر نمایاں نظر آنے لگے کیونکہ اس نے بڑے زور سے چادر کھینچی تھی۔ اتنے میں وہ بولا۔ آپؐ کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس سے مجھے بھی کچھ دینے کا حکم دیں رسول اللہؐ نے دیکھا اور مسکرائے پھر اسے کچھ دینے کا حکم دیا۔ (بخاری مسلم)

اولاد آدم کے سردار علیہ السلام کے اس کردار اور رویے پر اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ

انک لعلی خلق عظیم (سورہ القلم)

اور آپ پیدا ہوئے ہیں بڑے خلق پر

3- معاملات میں رواداری اور نرمی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سلوک جس سے انسان اپنائے جنس کے دلوں تک رسائی پا لے بڑے مختصر انداز میں بیان کر دیا ہے۔ ارشاد گرامی ہے۔

رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتری واذا اقتضیٰ (بخاری)

اللہ تعالیٰ خرید و فروخت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی سے کام لینے والے پر رحم فرمائے۔

خرید و فروخت میں سماحت سے مراد ہے کہ بائع اپنے سامان سے متعلق کنجوس و بخیل نہ بنے۔ نفع بہت زیادہ نہ رکھے۔ لوگوں سے لین دین میں بدگوئی نہ کرے۔ خریدنے میں نرمی کا پہلو اختیار کرے۔ بائع سے معاملہ بآسانی طے کرے۔ اور بھاؤ کرنے میں انتہائی اصرار اختیار نہ کرے۔ بلکہ کریم النفس بننے کی کوشش کرے۔ خصوصاً اگر خود خریدار ہو اور وہ بھی مالدار جبکہ فروخت کنندہ فقیر اور حاجت مند ہو۔

قیمت طلب کرنے میں نرمی سے مراد ہے کہ قرض کے مطالبہ کے وقت نرمی اختیار کرے خصوصاً اگر مقروض تنگ دست ہے اسے مہلت دے کچھ حصہ چھوڑ دے۔ ذرا دیکھیں محبوب رب العالمین خرید و فروخت کا

معاملہ کرتے۔کیسے مدمقابل کے دل تک رسائل حاصل کرر ہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ایک خاص عمر کا اونٹ ادھار تھا وہ لینے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دے دو۔اس عمر کا اونٹ تلاش کے باوجود نہ مل سکا اور اس سے بہتر عمر کا اونٹ موجود تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی اسے دے دو۔

اس شخص نے وصول کر کے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ایسے ہی کامل و مکمل عطا فرمائے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر عطا کر دیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''ان خیارکم احسنکم قضاء (بخاری)

تم میں سے وہ لوگ زیادہ اچھے ہیں جو ادائیگی میں زیادہ اچھے ہیں۔

معاملات میں رواداری کی ایک صورت یہ ہے کہ جو آپ کے حقوق میں کوتاہی کرتا ہے اس کے محاسبہ میں شدت سے کام نہ لیا جائے۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف ولا لم صنعت ولا الا صنعت (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔کبھی آپ نے مجھ کو اف تک نہیں کہا۔اور کبھی نہیں کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔(بخاری ومسلم)

4: مداراۃ یعنی نرم گفتگو، چہرہ پر رونق اور شرعی مصلحت کے لیے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی حسن سلوک جن میں بعض قبیح کوتاہیاں پائی جاتی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی آپ کی جب اس پر نگاہ پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: **بئس اخوالعشیرۃ بئس ابن العشیرۃ** اپنے خاندان میں ایک غیر صالح فرد اور برا فرزند ہے۔

لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اس کے ساتھ ہی بیٹھنے میں خوشی کا اظہار فرمایا۔جب وہ شخص چلا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ایسی ایسی رائے کا اظہار فرمایا پھر اس کے سامنے خندہ پیشانی اور فراخ دلی کا مظاہرہ فرمایا آپؐ نے جواب فرمایا۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) مجھے تم نے کب بدکلامی کرنے والا پایا تھا یقیناً روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ شخص بہت برے مقام کا مستحق قرار پائے گا جس سے لوگوں نے اس کے شر وفساد سے بچنے کیلئے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہو (بخاری، مسلم)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق امام قرطبی سے ذکر کرتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا اعلانیہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والے شخص کی غیبت کرنا درست ہے اور ایسے شخص کے شر سے بچاؤ کے پیش نظر نرمی سے پیش آنا جائز ہے بشرطیکہ دینی اعتبار سے کمزوری دکھانے کا تاثر پیدا نہ ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام قرطبی نے جو موقف اختیار کیا ہے یہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ہے۔

نرمی اور دین کے متعلق کمزوری (مداہنت) میں فرق ہے۔ کیونکہ (مدارات) نرمی دین و دنیا یا ان سے کوئی ایک محفوظ رکھنے کیلئے دنیاوی منفعت قربان کرنا مداراۃ جو مباح بلکہ کبھی مستحب ہوتا ہے۔ جبکہ دنیا کی اصلاح کیلئے دین ترک کر دینا مداہنت ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل فسق و فجور کی ہدایت دلی قربت یا پھر کم از کم ان کی شر سے بچنے کیلئے نرمی اختیار کرنا درست ہے۔

5- دوسروں کو خوشی پہنچانا

دلوں میں محبت و الفت اور تعلقات استوار کرنے کا یہ اہم ترین ذریعہ ہے بلکہ ایک بندہ مسلمان کو خوش و خرم رکھنا ان عبادات میں سے اہم ترین عبادت ہے جو قربت الٰہی کے ذرائع ہیں اہل اسلام کے دلوں کو باغ باغ کئی وسائل سے کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ارشاد گرامی ہے۔ **احب الناس الی اللہ انفعھم و احب الاعمال الی اللہ سرور تدخلہ علی مومن**

اللہ تعالیٰ کو تمام لوگوں کی نسبت وہ شخص زیادہ پسندیدہ ہے جو انہیں نفع پہنچاتا ہے اور اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ تو کسی صاحب ایمان کو خوشی مہیا کرے۔

لیکن دل میں سرور کیسے داخل کریں۔ ارشاد ہے؛ مومن سے مشکل ہٹا دے یا اس کا قرضہ اتار دے۔ یا اس سے بھوک دور کر دے۔ مجھے ایک ماہ مسجد میں اعتکاف کی نسبت کسی مسلمان کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے میں چلنا زیادہ پسندیدہ ہے اور جو شخص اپنا غصہ قابو میں رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور جو کوئی غصہ نکال سکنے کے باوجود اس پر قابو پالے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے دل میں امید بھر دیں گے اور جو کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے اس کے ساتھ چلا حتی کہ پوری کر دی تو اللہ تعالیٰ اس کے قدم اس روز پختہ فرما دیں گے جس روز پاؤں ڈگمگائیں گے۔
(طبرانی قضاء الحوائج ابن ابی الدنیا)

مسلمان بھائی کو ہونٹوں پہ تبسم پھول کی طرح چہرہ سے ملنا بھی کوئی دشوار ہے؟
جبکہ ایسی صورت اختیا کرنے سے دل بہت قریب آ جاتے ہیں ارشاد ہے

لا تحقرن من المعروف شیئا ولو ان تلقی اخاک بوجہ طلق (مسلم)

کسی بھی نیکی کو کمتر نہ جان خواہ اپنے بھائی کو خوش خوش چہرہ سے ہی ملے۔

حدیث میں جس وجہ طلق کا ذکر ہے اس سے مراد چہرہ پر خوشی وفرحت کا اظہار ہی تو ہے۔

آپ ؐ ہر چھوٹے بڑے سے خوشی خوشی ملتے نرمی سے پیش آتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔ہاں ایسے میں بھی قولاً عملاً راہ حق کا ہی التزام فرماتے۔محبوب خدا نے حرام کو چھوڑ کر ہر وسیلہ دلوں کو قریب لانے کا اختیار فرمایا لیکن اگر بات ناجائز کی آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اس سے دوری اختیار کرنے والا نہ کوئی ہوگا۔

6- . اهل اسلام کا احترام اور ان کی عزت افزائی

ان کے ساتھ ادب سے پیش آنا۔آپ ؐ اپنے پاس آنے والے کی انتہائی تکریم فرماتے بلکہ کئی مرتبہ تو اپنا کپڑا ہی اس کیلئے بچھا دیتے اور ان کے انکار کے باوجود اپنا تکیہ مبارک اور چٹائی باصرار اسے پیش فرماتے مراتب کا انتہائی خیال فرماتے۔

آپ ؐ فرماتے **لیس من امتی من لم یجل کبیر نا ویرحم صغیرنا و یعرف لعالمنا حقه رواه احمد**

جو شخص ہمارے بوڑھے کی عزت، چھوٹے پر شفقت، عالم کا حق نہیں پہچانتا ہم میں سے ہی نہیں ہے۔

یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف رائے کی گنجائش ہے اور وسعت نظری کا امکان ہے وہاں مخالف رائے رکھنے والے کا احترام کرنا ضروری ہے اس کی عزت کو پامال کرنا، جاہل قرار دینا۔ ناسمجھ کہنا اور اگر ظاہری اسباب کا تقاضا بھی نہیں تو اس کے متعلق بدگمانی کا اظہار کرنا کسی طور درست نہیں ہے۔ گفتگو کرنے والے کے احترام کے پیش نظر اس کی بات کو نہ کاٹنا چاہیے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی بات کرتا آپ ؐ چہرہ انور اور جسم اطہر کے کے ساتھ مکمل طور پر اس کی طرف توجہ فرماتے اور اس کی بات پر مکمل کان دھرتے تھے۔

7- اچھی گفتگو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچی بات اور میٹھی گفتگو کی تعلیم فرمائی ارشاد ہے؛

الکلمة الطیبة صدقة (بخاری، مسلم)

عمدہ بات بھی صدقہ ہے

میٹھے بول خود دلوں میں الفت ومحبت پیدا کرنے اور ان کو قریب کرنے کا اہم ذریعہ ہیں لوگوں تک حقائق پہنچانا ہی اہم نہیں بلکہ جس کے دوش پر حقائق ارسال کرتے ہیں وہ وسیلہ بھی عمدہ ہونا ضروری ہے۔

اسلام کے داعیو! اپنی دعوت کو اچھی گفتگو سے اچھا کر گزرو۔نرم بول دعوت کے حسن اور جاذبیت میں نمایاں اضافہ کرسکتے ہیں خصوصاً جب نصیحت وخیر خواہی کا مقام ہو۔بارہا ایسا ہوا ہے کہ متکلم نتائج سے بے

خبر ایسا انداز گفتگو اختیار کر لیتا ہے۔ جس کی ترشی نے دلوں کو دور اور اتحاد پارہ پارہ کر کے کینہ و بغض دلوں میں بھر دیا۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کبھی ایک انسان ایسی بات کر دیتا ہے جس کی قباحت کا اسے اندازہ نہیں ہو اس کے سبب وہ مشرق ومغرب کی مسافت سے زیادہ گہرائی میں جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

8- تواضع اور انکساری

آپ ﷺ نے اسی کے ساتھ اردگرد میں بسنے والوں کے دل اپنی طرف پھیر لیے۔ جناب انسؓ آپ کے تواضع کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک نیم پاگل عورت رہتی تھی ایک مرتبہ کہنے لگی مجھے آپؐ سے کام ہے آپؐ نے فرمایا میں جہاں چاہو آپ کے کام کیلئے ساتھ جانے کو تیار ہوں چنانچہ آپ اس کے ساتھ رہے حتیٰ کہ وہ خود ہی اپنا رستہ جدا کر کے چلی گئی۔ (مسلم)

اس قدر انکساری کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئے جبکہ مسلمانوں کو کمزور حقیر سمجھنے والے کی طرح دیکھنا اور چابک اٹھائے ماسٹر کی طرح لوگوں میں صورت اختیار کرنا عقیدت والفت کی بجائے بغض اور قطع تعلق کے بیج بوتا ہے۔

9- سخاوت

جود وسخا دلوں میں فرحت کے جذبات ہی پیدا نہیں کرتا انہیں قیدی بھی بنالیتا ہے۔"الانسان عبدالاحسان"

انسان تو احسان کا غلام ہے

جناب انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ سے جب بھی اسلام کے نام پر سوال ہوا آپ تقاضا مطابق عطا فرما دیتے۔ ایک روز ایک آدمی آیا اسے آپؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان سما جانے کی تعداد میں بکریاں عنائت فرما دیں وہ شخص اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا اے میری قوم کے لوگو اسلام قبول کر لو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محتاجگی اور ضرورت سے بے خوف ہو کر عطا فرما دیتے ہیں (مسلم)

10- نرمی

ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ **انا للہ رفیق یحب الرفق فی الامر کلہ** (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ نرم ہیں نرمی کو تمام معاملات میں پسند فرماتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نرمی اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ جس قدر دنیا میں عزت واحترام اور نیک نامی اور آخرت میں اجر عظیم عطا فرماتے ہیں دوسرے کسی انداز پر ایسا نہیں عطا فرماتے۔

آپؐ فرماتے ہیں **ان اللہ رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف**

مالا یعطی علی ما سواہ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نرم ہیں نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرما دیتے ہیں۔ جو سختی اور کسی بھی دوسرے سلوک پر عطا نہیں فرماتے۔

جس جگہ نرمی کا سلوک ہونا چاہیے ان میں سے خصوصاً کسی نادان شخص کی اصلاح کا موقعہ بھی ہے' سیرت میں اس کی جا بجا مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً ایک بدوی کا مسجد میں پیشاب کرنا' اور اس کے ساتھ آپ کا ہمدردانہ رویہ ایسے اس نوجوان کے ساتھ آپ ﷺ کا حکیمانہ نرم رویہ جس نے آپ سے بدکاری کی اجازت طلب کی تھی۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ جملہ وسائل اخلاقیات کے دائرہ کار سے متعلق ہیں ان کا التزام اخلاق عالیہ اختیار کرنا ہی ہے جس کے متعلق آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقاً (ترمذی ابوداؤد)

اہل ایمان میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے جو اخلاق میں دیگر سے بہتر ہے۔

تمام اسباب وذرائع اپنی جگہ اہم ہیں لیکن سب سے قابل توجہ چیز یہ ہے کہ اس ذات برحق پر نگاہ رہے جو دلوں کا رب ہے اور جس کی محبت کا حصول ہی سرمایہ زندگانی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب ذوالجلال کسی بندہ سے محبت کے وقت جبریل امین علیہ السلام کو طلب کر کے فرماتے ہیں میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو جبریل امین اس سے محبت فرما کر آسمان میں اعلان عام کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھتے ہیں تم سب اس سے محبت رکھو تب تمام اہل آسمان اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں بعد ازاں اس کیلئے زمین میں محبوبیت وقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ جب کسی شخص سے ناراض ہوتے ہیں تو جبریل امین کو بلا کر فرماتے ہیں میں اس شخص کو ناپسند رکھتا ہوں تم بھی اسے ناپسند کرو تب جبریل امین اس سے ناراضگی فرماتے ہیں اور پھر تمام اہل آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراضگی رکھتے ہیں تم بھی اس سے ناراضگی رکھو تب تمام اہل آسمان اس سے ناراضگی رکھتے ہیں۔ بعد ازاں زمین میں بھی اس کے متعلق دشمنی وبغض پیدا کر دی جاتی ہیں۔

جس کی قبولیت خالق ارض وسما یہاں اہل زمین میں عام کر دیں ''زہے قسمت زہے نصیب'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبولیت سے مراد۔ دلوں میں اس کی محبت اور ان میں اس کی جانب چاہت کے جذبات کا رجحان ہے۔

نفرت دلانے والے امور

مبلغ اسلام سے متنفر کرنے والا اہم معاملہ بداخلاقی ہے بدخلق داعی کی بات سامعین قطعاً سننا گوارا

نہیں کرتے۔ جن صفات سیئہ کی بنا پر لوگ مبلغین سے دوری اختیار کر کے ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں ان میں چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

لوگوں کے احوال و ظروف کا لحاظ نہ رکھنا

اعمال صالحہ سے کنارہ کشی یا ان کی جانب سست روی کا سبب بننے میں اس وصف کا کس قدر اثر ہے اس ایک واقعہ سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کراتے ایک شب آپؐ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی اور واپسی پر اپنی قوم کی امامت شروع کی اور سورۃ بقرہ سے ابتدا کر دی۔ ایک شخص جماعت سے الگ ہو گیا اور سلام پھیر دیا پھر اکیلا نماز پڑھ کر چلا گیا۔ لوگوں نے دریافت کیا ارے تم منافق ہو گئے ہو۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم ہرگز ایسی بات نہیں لیکن میں بضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس صورت حال کی خبر دوں گا۔

چنانچہ وہ شخص آپؐ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم دن بھر پانی لاد کر لانے والے لوگ ہیں ادھر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی پھر ہمارے ہاں آ کر سورۃ بقرۃ شروع کر لی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے معاذ کیا تو فتنے باز ہے؟ تم فلاں فلاں سورۃ پڑھ لو۔ ایک روایت میں ہے کہ والشمس، سورۃ والضحیٰ، سورۃ واللیل اذا یغشی اور سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھ لیا کر۔ (بخاری ومسلم)

دنیاوی زیب و زینت

اس کی وضاحت کیلئے اس حدیث پر غور فرمایئے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتایئے کہ جب میں وہ بجالاؤں تو اللہ تعالیٰ بھی اور لوگ بھی مجھ سے الفت و محبت کرنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ متاع دنیا سے بے رغبتی کرو تجھ سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائیں گے اور لوگوں کے جو کچھ پاس ہے اس سے منہ پھیر لو لوگ تم سے محبت کریں گے۔ ابن ماجہ

آپؐ ہمیں لوگوں کی محبت حاصل کرنے اور انہیں گرویدہ بنانے کی تعلیم فرما رہے ہیں۔ وہ ایسے ہی حاصل ہو گی کہ ہم ان کی جیبوں سے نگاہ ہٹالیں کیونکہ جب ان سے ان کی محبوب چیز (دولت) سے منہ موڑا تو وہ نتیجہ ہم سے دوستی پسند کریں گے۔ لوگوں کی اکثریت محبت دنیا کی گرویدہ ہے اور جو کوئی بھی کسی کی پسند میں اس

سے کھینچا تانی کرے گا یقیناً اس کے ہاں غیر پسندیدہ قرار پائے گا۔

اور جوان کی چاہت میں رکاوٹ نہ ڈالے گا ان کے ہاں محبوب قرار پائے گا اہل بصرہ سے ایک بدوی نے سوال کیا۔ تمہارا سردار کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا جناب حسن (رحمہ اللہ تعالیٰ) اس نے پھر سوال کیا وہ کن اوصاف کے سبب اس رتبہ پر فائز ہوا۔

جواب ملا۔ لوگ انکے علم کے محتاج ہیں اور وہ لوگوں کی مال و دولت سے بے رغبت ہے

بدوی بولا۔ کیا ہی خوب صفت ہے۔

سخت طبیعت اور بدگوئی

اس نفرت انگیز اسلوب کی جانب قرآن پاک نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے اس طرح اشارۃ فرمایا ہے **فبما رحمة من الله لنت هم و لو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك**

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کیلئے نرم ہو گئے اور اگر آپ سخت کلام، سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے اردگرد سے منتشر ہو جاتے۔

ترش روی اور بدکلامی کا حق وصداقت سے متنفر کرنے میں کوئی ثانی نہیں متعدد مبلغین ایسے پائے گئے جو اپنی دعوت سے انتہائی مخلص اور حق کے ساتھ سو فیصد منسلک رہے مگر عام مسلمانوں تک ان کی دعوت نہ پہنچ سکی۔ صرف اس لیے کہ انہوں نے اذہان وقلوب کو کھولنے والا انداز نہ اختیار کیا۔

چنانچہ عمر بھر جھگڑے سختی اور حدت طبع سے متصف ہو کر لوگوں سے الگ تھلگ رہ گئے۔

4-قول و کردار میں تضاد

جس مبلغ کا قول وفعل غیر موافق ہو لوگ اس سے نفرت اور دلوں میں اس کیلئے بغض وکینہ چھپا رکھتے ہیں، بلکہ یوں کہیے کہ ایسے دعاۃ پر رب کائنات انتہائی ناراضی کا اظہار فرماتے ہیں۔

یاایھاالذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون ' کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون(الصف ۳)

اے ایمان والو تم منہ سے کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں، بڑی بیزاری ہے اللہ تعالیٰ کے کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔

لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مگر خود اس کے الٹ سمت اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ یوں خطاب فرماتے ہیں

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسكم و انتم تتلون الكتاب افلا تعقلون (بقره 44)

کیا تم لوگوں کو نیک کام کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو اور تم کتاب بھی پڑھتے ہو پھر کیا تم سمجھتے نہیں؟

5-سختی کرنا

شرعی حدود میں رہتے ہوئے نرمی اختیار کرنے کا تالیف قلبی اور دین حق سے رشتہ جوڑنے میں انتہائی اثر ہے چنانچہ مبلغین کیلئے آپ کی نصیحت ہے۔

یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا (بخاری ومسلم)

آسانی پیدا کرو تنگی میں نہ ڈالو خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ

امام نووی فرماتے ہیں آپؐ اگر صرف یسروا پر اکتفاء فرماتے تو اس کا مصداق وہ شخص بھی ہو جاتا جس نے ایک مرتبہ آسانی کا اسلوب اختیار کیا مگر بارہا تنگی میں ڈالا' آپؐ نے اس کے بعد ولا تعسروا فرما کر کسی بھی حالت میں تنگی پیدا کرنے سے منع فرما دیا۔ اور یہی اسلوب آپؐ نے ولا تنفروا میں اختیار فرمایا ہے۔

یہاں اسلام کا قرب اختیار کرنے والے سے تالیف قلبی کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ ابتداً ہی اس پر سختی اور شدت کا معاملہ نہیں لاگو کرنا چاہیے۔

اور گناہوں پر زجر و توبیخ بھی بڑی لطافت سے ہونی چاہیے تا کہ ترک گناہ ممکن ہو۔

اس طرح علم کی تعلیم میں بھی درجہ بدرجہ کا انداز اپنانا چاہیے کیونکہ ابتداء جب ایک چیز آسان ہو تو اسے اختیار کرنا اچھا لگتا ہے اور قبول کرنے والا خوشی خوشی اختیار کر لیتا ہے جسے وہ آہستہ آہستہ مکمل اپنا لیتا ہے لیکن اگر انداز اس کے الٹ اختیار کیا جائے تو نفرت پیدا ہو کر دوری اور کراہت......

نتیجہ

دلوں کو موہ لینا توفیق باری سے ہی ممکن ہے وگرنہ انتہائی دشوار۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اشراح صدور کی گڑ گڑا کر دعا کرنی چاہیے تا کہ خالق و مدبر ہمارے اور مخاطبین کے قلوب و اذہان کو حق کیلئے کھول دے ہمیں اور ہمارے سامعین کو اپنے دین کے خدام اس کی دعوت کے پشتی بان بنا لے۔

اس استدعاء کے ساتھ ساتھ ان وسائل کو اختیار کرنا ہی ضروری ہے جن سے ہم باذن الٰہی لوگوں کے متنفر قلوب کو قریب کر لیں اور اگر قریب کرنے والے وہ اسالیب جو ذکر ہوئے اور نفرت پیدا کرنے والے اسباب کا خیال رکھا جائے تو امید ہے دعا اور دواء ضرور رنگ لائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اپنے دین کی نصرت فرمائے اپنے کلمہ کو بلندی عطا کرے اور ہمیں اس خدمت سے مشرف فرمائے۔